

کتاب بہ ہر قسم کی خوشنودیوں وہ مسطور ہے اور کوئی صاحب بنا اجازت ہمارے نہ چھائی

وَاللّٰهُ جَدُّكَ بِالْحَقِّ دُرَّةٌ مِّنْ دُرِّكَ بِهٖ اَدْرَاكَ لِّهٖمُ الْمُتَّقُونَ

یعنی حضرت سچ کو کم نے اور امت نے سچ کو سچ مانا ہے یعنی سچ
میں خدا کے نور میں غرق ہیں انھیں ایک ہے جو پائین خدا کے
پاس ساری ہزار ہے حاضران درویش کی مسلمانوں مبارک ہو کہ شعب
الایمان سبکی شریف حدیث مصحح بن واصل ہے حسب تحقیق علامہ
حقیق بن کتبہ حادیش سے انتساب کر کے مرقوم فرمایا ہے

اور توفیق و توفیق
عالم غیب
کے

جو ہر ایمانی
سے قرآنی

جیسا تفاسیر
بشرح و بطلان ہوا
پس سے ایمان کامل
ہو جاتا ہے۔ یہ رسالہ و مغل جنت کے واسطے کافی ہے۔
حرز جان ہے نور ایمان ہے۔ رضا کے رحمان ہے کلید
غفران ہے آمان و دجھان ہے
از انقاس مولوی عبد القادر اشہیر غلام قادر قریشی
بھیروی مقیم مسجد بیگم شاہی لاہور + + +

(خادمہ و خدمتہ سلمہ رسالہ)

یہ رسالہ مسجد بیگم شاہی سستی دروازہ لاہور میں مل سکتی ہے + + +



ملہ اس رسالہ کا دوسرا نام ہے جو صاحب الامان حضرت مولانا رشید عالم الغیور، رشید عالم العقود اسلام آباد، انکوائری میں مل سکتی ہے

عالم ہو گئے تو آئندہ تحقیق شیخ کی بھی جاوے گی۔ اٹھین نجات آخر دی و
سعادت دینی و مادی ہے۔

کتاب شرح معانی جلد اول صفحہ ۱۱۱۔ بالذین معنی نے کہا کہ ہر شاگرد
نے شعب الایمان لکھے ہیں۔ میں سب کا خلاصہ یہ لکھا ہوں کہ شعب الایمان
تصدیق قلبی اور اقرار لسانی ہے۔ لیکن ایمان کامل اور تصدیق قلبی۔ اقرار
لسانی محل بارکان ہیں جو تین قسم ہیں۔ قسم اول تصدیق قلبی کے پیش
شعبہ تین ہیں شیعوں سے کتب عقاید مستحون ہیں۔ (۱) اول ایمان ہذات
و صفات تو حید باری تعالیٰ۔ (۲) ایمان بکتاب اللہ و رسول اللہ (۳) ایمان
بما سواہ اللہ تعالیٰ (۴) ایمان بپہ ایمان لانا۔ (۵) ایمان بالکلیت
المکملہ۔ (۶) ایمان بالوکیل (۷) ایمان بقضاء و قدر
دشیر و شریعہ ایمان بروز قیامت۔ حسین۔ سوال منکر و نکیر و عذاب قبر
بعثت و نشر حساب و وزن اعمال و عبور بہ صراط و تہجج مواقف میدان
حشر و داخل ہونا۔ (۸) وعدہ جنت برائے مومنین و خلو و مومنین در جنت
(۹) اعتقاد ببول کفار در جہنم۔ و خلو و کفار فی القلادہ و حبس محبوبان خدا
جس میں صحابہ کرام و اہل بیت۔ اولیائے عظام و سایر صالحین و
ابرار۔ اور عترت رسول اللہ و آل حضرت داخل ہیں۔ (۱۰) جہنم کی
محبت جو اوس کا اتباع محبت کی صورت ہے۔ (۱۱) اخلاص یعنی ریا
نفاق کا ترک کرنا۔ (۱۲) توہم کرنا اور تداوت از گناہ (۱۳) خوف عذاب
(۱۴) رجاء بر اعمال صالح و ایمان بیدہی کا ترک کرنا۔ (۱۵) شکر و نعمت
خدا (۱۶) وفا کے عہد۔ (۱۷) صبر و تمکال فی صفا (۱۸) تواضع یعنی تعظیم بزرگان
دین (۱۹) رحمت و شفقت بر ضعیف و مساکین و ایتام و یتیم و یتیم
(۲۰) رضا بقضاء الہی (۲۱) توکل یعنی اعتماد و رجاء امور بر تقدیر اللہ۔
(۲۲) ترک عیب یعنی خود پسندی و ترک تکبر یعنی اپنی خود مانی اور پاک

داسنی کا اظہار اور کہندہ کرنا (۲۳) ترک حسد یعنی اندرونی کینا و دشمنی
یعنی کینہ و سوخت و لی مسلمانوں کی نسبت نہ کرنا (۲۴) ترک غضب
(۲۵) ترک مٹہنی یعنی بظنی اور فریب کو ترک کرنا۔ (۲۶) ترک دنیا و
مال و متاع (۲۷) ترک جاد و جلال۔

قسم ثانی۔ یعنی اقرار بالکسائے کے سات شعبہ ہیں۔ (۱) کلمہ
توحید کا زبان سے کہنا (۲) تلاوت قرآن مجید و فرقان حمید (۳) علم
فقہ شریف کا پڑھنا و سمجھنا (۴) دعا کے حاجات و دعا کے خیر و دفع شر
(۵) ذکر الہی جس میں سب اقسام ذکر کے داخل ہیں (۶) استغفار
از معاصی (۷) انویاست اور فضول اور ہودہ گوئی و خرابی و ہر گزرتا
قسم ثالث یعنی عمل بالارکان کے شعبہ چالیس ہیں اور تین قسم کے
ہیں۔ اول محض بذات الاشخاص جو تعداد تین سولہ ہیں (۱) طہارت
ثوب و مکان و بدن جس میں وضو و غسل بدن از نجاست حقیقی و کئی
داخل ہے۔ (۲) اقامت صلوٰۃ یعنی قرائت و نوافل و قضاء اور نماز
کے فرائض و واجبات و سنتیں و مستحبات داخل ہیں (۳) صدقہ
جس میں زکوٰۃ کفارت و صدقہ فطر و نفقات ذی رحم و نسیاقت
مہمانان و ولایم و غیر اس اولیائے داخل ہیں۔ (۴) روزہ کے سب
اقسام یعنی روزہ پاسے رمضان و کفارت و ایام میض اسبہ شوال
سب داخل ہیں (۵) حج و غیر حج جمع ارکان و واجبات و سنتیں۔
(۶) اعتکاف در ماہ رمضان جس میں لیلة القدر کی طلب و رجوع
بھی داخل ہے (۷) اپنا دین لیکر کفار سے دور ہو جانا جبین ہجرت
از دار الکفر و دار الحرب سے بوسے دار الاسلام داخل ہے۔ (۸) نذر یعنی
مباح کو اپنے ذمہ واجب کر لینا اسے وفا کے نذر یا عیب ساقط
اللہ کے ہو یا ساتھ عباد اللہ کے۔ مثلاً خدا تعالیٰ کے ساتھ عہد کیا کہ اگر

میرا یہ کام ہو جائے گا تو میں سوچوں۔ یا سلو تو یا صدقہ شریعت نام ادا کرونگا
 یا کسی بدھ کے ساتھ ہو۔ اس طرح پر کہ اگر تو یہ کام کرے تو میں اس قدر
 تجھ کو دین گا۔ یا تیرے ساتھ کوئی اور سلوک کروں گا عرض نذرانہ بجا
 مبارک کا نام ہے۔ مال وغیرہ۔ (۴) پھر میری فی الايمان یعنی ایمان
 کا احاطہ کرنا کہ اس میں کوئی شک نہ ہو نقصان کا نہ ہو جاوے (۵) ادا
 کفارہ یعنی عقیقہ عید یا لباس یا خوراک دس آدمیوں کا یا تین دن
 روزہ کفارہ قسمین اور ساتھ آدمیوں کو وقفہ خوراک یا ساغر و کفارہ صوم و غیرہ
 میں دلائے ہوئے شہادت کو ناف ہے تازی زانوں۔ اور عورت کو سارا
 بدن سوائے ہاتھوں کی پھیلون کے اور پاؤں کے داخل نماز
 ہو یا خلیج از شہادہ فرشتہ ہے (۶) قرآنی پھر غیاس زبان سے
 نذر کرے اس کا ادا کرنا۔ (۷) میت مومنین کی تجہیز و تکفین کا
 اتمام کرنا۔ (۸) قرضہ ادا کرنا (۹) معاملات جیسے بیع و شراہ
 و کفالت و حوالہ و غیرہ جو صحافی میں صحافی حسب شرع قائم
 رکھنا سو مال و سود میں سے اجتناب کرنا۔ (۱۰) شہادت ادا
 کرنی جو چہ کامل اور اس کے اخفاست پر مبنی کرنا۔
 و شریعت عمل بالارکان کا مختص متعلقین ہے۔ اور یہ چھ
 شے ہیں (۱) نکاح کر کے حرام سے بچنا (۲) خیال کے حقوق نان و
 نفقہ ادا کرنا جس میں دیکھوں سے نرمی کے ساتھ سلوک کرنا داخل
 ہے۔ (۳) والدین اور باقی اہل حقوق کے ساتھ وفاداری اور
 سلوک کرنا اور انکی نافرمانی سے بچنا (۴) تربیت و تعلیم
 و تادیب اولاد کی (۵) مسلمہ رومی کو قائم رکھنا یعنی رشتہ داروں
 سے میل جول و ملاقات کرنی۔ اور رشتہ قائم رکھنا۔ (۶) طاعت
 الہی یعنی غلام کو اپنے آقا کی رضا گرد کو استیاد کی اور مرید کو اپنے

مرشد کی اطاعت کرنا۔
 تیسرا قسم عمل بالارکان کا عام مومنین کے ساتھ متعلق ہے
 اور اسکے ۱۸ شعبے ہیں۔ (۱) حکومت بالعدل (۲) جماعت مومنین
 کے ساتھ اتفاق کرنا یعنی جماعت اولی صحابہ کرام کی پیروی مومنین اور
 جہتہدین کی ہے یا ہندی تابعین اور صاحبین امت کی ہے۔ بعد
 جماعت اہل مکہ و مدینہ یعنی حرمین شریفین کی ہے کہ انکا تقویٰ صلیح
 مسلم فی الدین ہے انکا محالہ دور از رحمت خدا ہے (۳) اولی الامر
 یعنی سلاطین امر معروف کرہو النہی کی تابعداری کرنی۔ (۴) باعصم
 مسلمانوں کا اتفاق کرنا نہی سے ہو یا گرمی سے ہو جس میں قتال
 خواج و باغیان یعنی مخالفین عقائد میں مخالفت عقیدہ اہل سنت
 و الجماعت داخل ہے۔ جیسا کہ شامی نے کتاب بغاۃ میں مخالفین
 سنت و الجماعت کو خواج و باغی کہا ہے (۵) وفاداری پر مرد
 و عانت کھڑی رہنا۔ امر معروف و نہی عن المنکر یعنی نیکی کا امر کرنا اور
 بدی سے منع کرنا (۶) اقامتہ الحدود یعنی پادشاہ کو مرتکب کبائر
 پر حدود اللہ جاری کرنا یعنی قصاص قاتل سے لینا۔ زانی اور شرابی
 پر حد لگانا۔ اور قطعید سارق کا کرنا۔ اور دیگر تعزیرات ماسوائے ان
 جہاں کے حسب رائے حاکم جاری کرنا (۷) جہاد فی سبیل اللہ کرنی تاکہ
 جہاد سد ثغور یعنی دار الحرب کے راہ گزروں پر چھاؤنیاں و انیان۔ (۸)
 امانت کا ادا کرنا یعنی جس ایسی پانچواں حصہ جو اللہ اور رسول
 کا حق ہے۔ مال غنیمت سے ادا کرنا (۹) کسی مسلمان کو قرض حسنہ دینا۔
 اگر لیا ہو تو پورا ادا کر دینا۔ (۱۰) مسلمان کی عزت و خدمت کرنا (۱۱)
 مال کا حق کرنا بطریق و جہ حلال۔ (۱۲) اتفاق مال بوجہ حلال و بلا اسلاف
 بقدر حاجت و بازیافت و نقصان (۱۳) مومنین کے سلام کا جواب

دینار۔ باستثنا ان حالات کے چہان سلام دینا کر ہے۔ مثلاً بوقت
 قرآن شریف یا بوقت سماع اذان یا بوقت اکل طعام یا بحالت
 برائی۔ یا بحالت ناسترودع وقت اشتغال بعیان۔ (تشریح)
 یہ دو سلام مختص بسلام زیارت اشخاص ملاقات ہے۔ اور جو شخص
 عند الحاکم برائے ادا کے شہادت یا درجہ برائے نماز ادا ہے
 اور سلام کے اور اہل حکم یا اہل مسجد کو سلام کہے۔ تو اس سلام
 کا جواب واجب نہیں ہے۔ دھرم تشریف اعلیٰ علیہ السلام
 کا جواب دینا واجب چھینک والا والا و الحمد للہ ہے تو مسامح
 یہ حمد اللہ کے رہے کسی کو ضرر نہ پہنچاتا۔ رہے اگر یہ وہ بات
 ولہو ولعب سے پرہیز کرنا۔ (۱۸) مسلمانوں کے رستہ سے مونی
 دور کرنا۔ والسلام وحید الیٰ خیرنا۔ عین شرح بخاری جلد ثانی ص ۲۲۲
 بذیل حدیث کافی دیکھیں کہ اذی فی جہۃ قبلتی یعنی جہے ولہ کو اید
 دیکھتا ہوں جو سامنے میں دیکھتا ہوں کہ لا الہ الا اللہ حی کہ لا یستوی فی الارض
 مواجہۃ ولا معادۃ و یوحد الیٰ امارا علی الصین ینہ اندلس فلت کھو لکھن جو
 احن السنۃ ان الرویہ لا یستوی لہا عقلا و عسوا و لا معادۃ ولا فکری کلن لہ
 حکم ایچا و رویت اللہ تعالیٰ فی الدار الاخریٰ خلا لا لہ عداۃ فی الدار
 والمشرقۃ والاکرامۃ فی خلوتھا عن المواجهۃ والکفران قالہم عجاوہ وادو
 اللہ تعالیٰ لا یحقدادہم کوہ تعالیٰ فی السجۃ والکفران واحل السنۃ اکتیور وکتیہ اللہ
 تعالیٰ بالنقل والعمق کما ذکر فی موضعہ و یوحد الیٰ امارا علی الصین ینہ اندلس فلت کھو لکھن جو
 مہو کوہ عن الیٰ انطباع والموافقۃ و اقصا الشہار الیٰ عین اس حدیث میں
 سنت اشاعرہ کی منہ ہے کہ رویت میں مواجہت اور مقابلہ ضرور نہیں اور جائز رکھتے
 ہیں کہ عین من اند مالک الفرقہ کے چکر کو دیکھے کہتا ہو عین حق کو نزدیک بل سنت
 جماعت کے کہ رویت میں عطا شرط نہیں کہ انکرت دیکھے یا مقابلہ ہو یا قریب ہو

ایک سطر سے کہتے ہیں کہ قیامت میں اور عمار ہوگا۔ برخلاف مسلمانوں کے کہ ان کے لئے قیامت میں اور عمار ہوگا۔

روایات سنت والجماعت کے لئے ہیں کہ ہر بار خدا ہو گا مواجہت و مقابلہ نہیں

رسالہ علم الغیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وسلام علی عبدہ والذین اصطفیٰ اقا بعد میں سلام علم الغیب
 کا اہم مسائل اعتقادی سے ہے اب سوال ہے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 یا حضرت سلطان شیخ سیّدی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پڑھنا اور انکا
 سنا صحیح ہے یا نہیں اس مسئلہ کو مدلل بدیل آیت وحدیث بیان کرو و اللہ
 التوفیق الجواب یہ مسئلہ مراتب الالہیہ علمائے کرام میں مشتبہ ہے
 سب کو دھوکا ہوا بڑے بڑے رسالے لکھے لیکن مفید مطلب نہ ہوئے
 لغز غیب سے معنی مراد کو پہنچنے اور وظیفہ معولہ نابین فقرائے صوفیہ
 یا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا بوضاحت نہ بیان ہوا غائب کے کلام
 کو علم غیب کہتے رہے اور لریق مخالف خاموش ہو رہی کشاکش کہ اگر علم غیب
 ہوتا ہے تو بالہام ربانی ہوتا ہے ہر وقت زمین ہوتا۔ کامل اور عجیب بل
 مطلب سے یہ نصیب رہے اور مطلب اُمت کریمہ عالم الغیب
 والشواذ کا عموم علم باری تعالیٰ کا ساتھ ظاہر اور باطن کے اور آیت
 کریمہ لا یعلم الغیب الا اللہ یعنی غیب کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں
 جانتا اس سے خصوص علم غیب کا بذات اللہ ہے پس جو کچھ عالم
 شہادت میں واقع ہوا اسکا علم خاصہ خدا نہیں دوسرے اور آدمی
 اور جنات وحیواتا شہد ہی شریک ہیں یہ بات کہ دور اور نزدیک
 سے یکساں جانتا اور ہر وقت ہر ایک واقعہ عالم شہادت کا شاہد
 وعالم ہوا خاصہ خدا ہے یا نہیں علم غیب جو خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے

وہی ہے جو متعلق بڑا ات اقدس ہے اور جو کچھ مخلوق ہے وہ عالم شہادت ہے عالم شہادت اسبواسطے نام رکھا کہ وہ خلقت سے مخفی نہیں جو مخلوق فطرت اصلی پر ہے اور اللہ کی تسبیح اور تقدیس کرتی ہے اور سپر کرئی شے عالم شہادت کی مخفی اور پوشیدہ نہیں ہر ذرہ عالم کا تسبیح کرتا ہے سبکو دیکھتا ہے سبکی باتیں سنتا ہے لیکن اسکی بات سمجھ میں نہیں آتی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَمِنْ مِّنْ شَيْءٍ لَّا فَهْمَ لِّلْحَمْدِ** یعنی ہر چیز تسبیح کرتی ہے لیکن تم تسبیح اسکی نہیں سمجھو انسان کامل کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیفہ بنا یا خلیفہ کا حکم بھی جاری ہوتا ہے جب مخلوق کی بات چیت حرکات نیک و بد سے واقف ہو ہر چیز کو خطاب کر کے حکم فرمائے وہ ہر چیز خلیفہ کی بات سمجھی ہو دیکھو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **يَوْمَ مَنَعْنَا** احتیاد ہمارے دن زمین اپنی سب باتوں کی خبر دے گی زمین دیکھتی سنتی ہے مگر بلا اذن خدا کے بولتی نہیں قیامت میں جب اذن ہوگا سب کچھ کہہ دے گی ایسا ہی آفتاب بے غروب کے سجدہ پیش کش رب العالمین کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر چہتا ہے کہ میرے بندے کیسے تم کو عرض کرتا ہے کہ جب میں گیا تو ذکر کرتے تھے اور جب میں آیا تو ذکر کرتے تھے اب آفتاب کے بعد کو خیال کر کے گوشہ نشینوں کے اذکار خضیکا سے عالم غیب نہیں سہے اور ایسا ہی درخت و آسمان بہشت و دوزخ ہر ایک نیک بندہ کو جانتے ہیں اور قیامت میں سب کو اہی دینگے دوزخ کو لے کر اپنی طرف کھینچے گا بہشت نیکو کو اپنی طرف مقناطیس کی طرح جذب کر لے گا۔ اسبواسطے حدیث شریف میں آیا ہے **مومن کامل ہر طرح سے شل برق خاطف کے ایک چمک میں گزر جاویں گے بعض تیز آنکھ کی طرح جاویں گے بعض گہوڑے کی طرح جاویں گے حدیث شریف میں**

ہے کہ مومن کہتا ہے **أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ** اسی وقت دوزخ کہتا ہے **أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ** مومن غرض عالم شہادت میں دوزخ سے دور بہشت و دوزخ ہے کیونکہ بہشت بر آسمان بہشت ہے جہاں آسمان عرض ہے اور دوزخ زیر بہشت زمین ہے جب مومن کی آواز مومن سے نکلتی ہے تو دوزخ سنتا ہے اور بہشت والے بھی اسی طرح سنتے ہیں حدیث شریف میں ہے جب عورت اپنے شوہر صلح کو رات کی وقت تھلید میں حفا ہو کر کچھ کہتی ہے تو حوران بہشتی اسکی آواز سنکر کہتی ہیں اسے کجحت تو اس نیک مرد کا دل نرود کیا کہ چند روز تیرے پاس یہاں ہے ہمارے پاس آنیو الا ہے یہ کہنا۔ اور سنتا حورون کا اور دیکھنا ہر وقت اور ہر شخص عورت کے ساتھ ہوتا ہے جو حورین نامزد جس مومن کی ہو رہی ہیں اوس کی عورت سے بھی خطاب کرتی ہیں اور فرشتے آسمانوں کے جب امام **وَالْحَافِظِينَ** پڑھتا ہے ایمان کہتے ہیں خصوصیت کسی آسمان کی نہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب چاند کو اشارہ اٹھایا تو وہ دو ٹکڑی ہو گیا ایک ٹکڑا کہہ اربا دوسرا مشرک چلا گیا جب وہ ٹکڑا اپنی جگہ واپس گیا تو دوسرا ٹکڑا مغرب کو چلا گیا چاند دیکھتا سنتا تھا حکمران کراچی کا اشارہ چمک رہا تھا کہ جس درخت کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بولایا وہ بولا جس پتھر کو بولایا وہ یہی کلمہ شہادت پڑھتا رہا اور جب حضرت ہشتر ہر سو اہو کر ستر مین رات کو چلتے تو درخت سامنے والے ہٹ جاتے حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت روان پر دربار لگائے ہوئے چند ماہ کے سفر سے مشکل و دشت و دروازہ سے آواز چوٹی کا سنتا اور ہنسنا پھر چوٹی کو خطاب کرنا اوس کا جواب دینا ظاہر دلالت کرتا ہے کہ پاکوین کو دور و نزدیک سے دیکھنا

سنایا یکساں ہے شیخ محمد امین عربی قدس سرہ فرماتے ہیں اَللّٰهُ ذُو
 السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کے ذریعہ
 و آسمان وغیرہ کو روشن کر کے قائم کر رہا ہے وہ نور سب ذات کے
 اندر مظاہر ہے جب عارف کا دل منور ہو رہا ہے تو ہر چیز
 دور و نزدیک بذریعہ اس نور کے یکساں نظر آتی ہے کوئی چیز پوشیدہ
 نہیں رہتی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ
 نُورًا ثُمَّ خَلَقَ النُّجُومَ ثُمَّ خَلَقَ النَّارَ ثُمَّ خَلَقَ الْمَاءَ ثُمَّ خَلَقَ
 الطِّينَ ثُمَّ خَلَقَ الْاِنْسَانَ پھر نور سے نور سے پیدا کیا جس سے سب مخلوق پیدا ہوئی
 نور الہی جو نور نبوی ہے معمور ہو رہی ہے۔ اس نور کے سبب سب
 حضور نبوی میں حاضر ہیں غائب کوئی نہیں اسکی مثال علمائے
 الہی ہے جیسے چودہویں رات کا چاند کہ ہر جگہ میں یکساں نور افشان
 و حاضر ہے یہ ذکر عالم شہادت کا ہے اور عالم غیب جسکا علم خاصہ
 الہی ہے وہ بتعلیم اللہ تعالیٰ کے حضرت اور وارثان حضرت کو حاصل
 ہے فَادْفَعْهُ عَلَىٰ غَيْبِهِ احَدًا اَلَا مَنْ اَرْتَضَىٰ مِنْ رَسُوْلٍ يَّعْنِيْ غَيْبِ
 خاص اپنا سوا کے اپنے رسول پسندیدہ کے کسی کو نہیں دیکھا تا شاہ
 عبدالعزیز قدس سرہ نے فرقی کیا ہے کہ خدا رسول کو اصل غیب کہا
 دیتا ہے اور ولی کو عکس غیب یعنی ولی کے دل پر غیب کا نقش
 ہو جاتا ہے جیسا شیشہ میں باغ و مکان کا نقش آجائے تو شیشہ
 کے دیکھنے سے باغ و کہانی دیتا ہے اور رسول خدا باغ دیکھتا ہے۔
 غرض رسول و ولی پر کشف غیب خاصہ خدا کا ہو جاتا ہے۔
 فرق اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم ذاتی ہے اور رسول و ولی کو کشفی۔
 رسول و ولی میں ہی کشف بالذات اور بالواسطہ کا فرق ہے اس
 علم غیب سے جو خاصہ خدا ہے بحث کرنی کہ رسول و ولی کو ہے یا نہیں

بالکل ایمان ہے دور ہے کیونکہ علم غیب کے ذریعہ رسول نے
 اور رسول کے ذریعہ سے ولی بنے اب یہ بات کہ رسول و ولی کو
 کس قدر علم غیب ہے یہ باب بجا ہے کیونکہ جو علم قرآن شریف میں
 ہے جسکے ساتھ ایمان لانا فرض ہے وہ جلد اسما و صفات و احکام
 باری تعالیٰ کے ہیں اور ہر احوال قیامت کے میدان حشر کے اور پشت
 و زین کے ابدال ہا نکات یہ سب علوم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام
 و کمال روشن ہیں آپ کا ارشاد ہے اَوْتِيْتُ عَلَيَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ
 یعنی جبکہ اللہ تعالیٰ نے علم اولین و آخرین کا دیا ہے کوئی علم ہو نہ
 ہو جو ہم احکام شریعت کے ہوں یا احوال ممالک کے ہوں سب کچھ
 حضرت کو حاصل ہے اور حضرت کے وارثان پر سب تابعداری
 و تقویٰ کے روشن ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَجَعَلْنَا لَدُنَّ اَشْيَافٍ
 بِهٖ فِي الْاَشْيَافِ الْاٰيَاتِ لِيَعْلَمَ مَنْ يَّخْتَصِمُ اِيْمَانًا لَا وَاٰيَاتِ لَدُنَّ اَشْيَافٍ
 کرے اسکو روح دیتے ہیں ہم اور نور جس کے سبب لوگوں کے
 اندوہی حالات کے سیر کرتا ہے ایسا ہی حضرت عفوٹ پاک نے
 فرمایا ہے کہ اگر شریعت کی لکام نہ ہوتی تو میں ملک سارے حالات
 اندر فتنی کی خبر دیتا اور تم میرے سامنے ایسے ہو جیسے شیشے کے عذر
 کی چیز نظر آتی ہے مگر ظہار اسرار باطنی کا حکم شرعی نہیں بعد اس تمہید
 کے تعریف نبی و رسول اللہ العزیز اور خاتم النبیین اور ولی و خاتم
 الاولیاء کی جدا جدا کرنی واجب ہے کہ ہر مومن اپنے ایمان سے
 واقف ہو اور تا واقف سے چہاہ ضلالت میں نہ پڑے۔ زر قافی
 شرح مواہب اللدنی ص ۱۱۱ لَعَزَّ اِلٰہُ النَّبُوَّةِ عِبَادَةً عَمَّا يَخْتَصِمُ
 بِهٖ النَّبِيُّ وَفِاٰوَقِ بِهٖ غَيْرُوْہُ هُوَ يَخْتَصِمُ بِاَنْوَاعٍ مِنَ الْخَوَاصِ
 اَحَدُهَا اَنَّهُ يَعْرِفُ حَقَائِقَ الْاَسْمَاءِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِاللّٰهِ وَصِفَاتِہٖ

و متشابهة والذات الاخرى على ما اختلفا عليه في بيانها من اعماليات و
 زياد الكشف والتحقيق ثانياً ان له في نفسه صفة بها تتم بها
 الافعال المتعارفة للمادة كما ان لنا صفة تتم بها الحركات المتعززة
 بارادتنا وهي القدرة على ثلثها ان له صفة بها يتجلى المثلثة ويشاهد
 به كما ان البصير صفة بها ينفارق الاغنى رايتها ان له صفة
 بها يدرك ما سيكون في الغيب فهذه الكمالات وصفات تقسم
 كل منها الى اقسام انتهى امام غزالي في فرمايا نبوة مراد
 اوس وصف من جو شخص به سادق نبی کے اور ممتاز ہوتا ہے
 ساتھ اسکے غیرون سے اور نبی شخص ہے ساتھ چار خواص کے ایک یہ
 ہے کہ اوس کے ساتھ جاتا ہے حقائق امور متعلقہ ساتھ اللہ کے
 اور اوسکی صفات کو اور ملکہ اور دار آخرت کو ایسا علم کہ جن کے
 سبب دوسروں سے ممتاز ہو جاتا ہے ساتھ کثرت معارفات
 کے اور زیادتی کشف کے اور ساتھ تحقیق کے دوسرا خاصہ یہ ہے کہ
 اوس میں ایک ایسا وصف ہے جس سے معجزات پورے کرتا ہے
 جیسا کہ ایک باری صفت ہے جس کے ساتھ پوری حرکات ارادہ
 ہوتی ہیں اس صفت کا نام قدرت ہے تیسرا خاصہ یہ ہے کہ
 اس میں نور ہے جس کے ساتھ فرشتوں کو مشاہدہ دیکھتا ہے جیسا کہ دنیا
 آدمی کیواسطے ایک نور ہے جس کے سبب نابینا سے ممتاز ہوتا ہے
 یعنی نبی بنا ہے اور خلقت نابینا چوتھا خاصہ یہ ہے کہ اسکو نور ہے
 جس کے ساتھ عالم غیب میں چیزوں کو دیکھتا ہے جو آئندہ ظاہر ہونے والی
 ہیں یہ سب خواص کمالات ہیں ان صفات سے بہت اقسام پیدا
 ہوتے ہیں اور رسول وہ ہے جسکو حکم اظہار اور تبلیغ احکام شرع کا
 حضور باری تعالیٰ سے ہوا اور الو العزم رسول وہ ہیں جنکو حکم جہاد و

القتال یا سادق فی الغیوب کے ہو اور سادق الغیوب وہ ہیں کہ کل کمالات
 انبیاء کے اور کل احکام شرع کے اور شہدہ کمالات ذاتی و شریعتہ
 منزلہ بر خود کے جامع ہو کوئی حکم شریعت کا قیام تک ہو نیوالہ
 باقی نہ رہتا وہ انکی شریعت کاملہ کا کوئی حکم منسوخ نہیں ہو سکتا اور
 نہ انکی شریعت کامل ہو کوئی حکم باقی رہتا ہے اور ولی کامل وارث
 ۱۲۴۰۰۰ ایک لاکھ چوبیس ہزار علم انبیاء کا اور چوبیس ہزار اپنی شریعت
 کا۔ جملہ ۱۲۸۰۰۰ ہزار ہے کہ جامع جمیع منازل ولایت کا ہو۔ ظاہر
 میں تلو منازل ہیں اللہ ہی درجات پیشت کے ہیں اور منازل باطن
 کے ایک لاکھ اٹھتالیس ہزار درجہ ہیں ان منازل کا علم چار قسم ہے
 ایک علم لدنی دوم علم نوری سوم علم جمیع و تفرقہ چہارم علم طبعیات
 عناصر اربعہ و مولدات ثلثہ علم لدنی وہ علم ہے کہ متعلق با موزانیہ
 اللہ تعالیٰ کے ہو اور علم نوری وہ ہے کہ متعلق با نوازج ملائکہ ہو۔ اور
 جمیع و تفرقہ وہ ہے کہ متعلق بجملة اظام ایجاد عالم اسکان کے ہو لوح
 محفوظ اس علم کا ایک شعبہ ہے اور علم طبعیات وہ ہے کہ متعلق
 بکائنات عالم دنیا کے ہو یہ علم ارذل العرش ہے۔ کیونکہ متغیر متحول ہوتا
 ہوتا رہتا ہے یہ علوم خاصہ اس امت مرحومہ کا ہے ان سے پہلے کیوں
 یہ علم نہیں ہوا یہ ولی کامل جہد عالم شہادت پر قائم ہے کل عالم کو
 زیر نظر رکھتا ہے عالم شہادت عالم وجود کا نام ہے اور عالم غیب
 عالم معدوم کا نام ہے جیسا کہ شافعیین تصدیقاً لا الغیب والشہادۃ
 لکھا ہے۔ اور علم غیب دو قسم ہے ایک غیب برزخی جو درمیان
 غیب مطلق و عالم شہادت کے ہے جو چیز عالم شہادت سے غایب
 ہو جاتی ہے اوسکی صورت عالم برزخ میں رہتی ہے علم غیب مطلق
 وہ ہے کہ جو عالم برزخ سے بالا ہے وہ خاصہ انبیاء ہے اس غیب مطلق

کو رسول مرخصی پر ظاہر کرتا ہے غلام اللہ علیہ غیبیہ احد (الامین
 المرقط من رسول فانه يسلم من بين يدي ومن خلفه رصداً
 یعنی غیب خاص اپنا کسی پر ظاہر نہیں کرتا مگر اس رسول پر جبکو
 پسند کر لیا ہو اس طرح ظاہر کرتا ہے کہ اگر دوسرے فرشتے حفاظت
 کیواسطے بھیجتا ہے یعنی درمیان اللہ تعالیٰ کے اور رسول مرتبے کے
 کوئی واسطہ نہیں فرشتے اور گزرا اس نور کے ہوتے ہیں جطرح فرج
 حلقہ بانوبے ہوئے گردباد شاد و سکھ ہوتی ہے۔ یہ ملائکہ اس نورنازل
 کے محافظ ہوتے ہیں کہ شیطان کا خیال اندر نہ آوے اسواسطے کہ
 اس نورنازل میں سعادت عظمی مخلوق کی ہے علم حضرت علیہ السلام
 علیہ السلام کی حد نہیں جب کے نور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وقل دی
 ذی علی علما کہ اسے حبیب میرے سے میرے رب جبکہ علم زیادہ
 وہ حضرت کا علم حقائق اور معرفت کا ہر وقت زیادہ ہوتا جاتا ہے
 کسی حد پر نہیں تا نہیں علم شریعت کا ختم ہو گیا اسکی زیادتی غیر ممکن ہے
 مگر علم حقیقت کا اور معرفت الہیہ کا ہر وقت ترقی پر ہے ہر شخص۔
 حضرت کے علم کی حد اور نہایت کا قائل ہو وہ مخالف حکم قرآن
 کا ہے مفتوحات کی جلد دوم باب ۳۷ جواب سوال اول
 رسول اللہ حکیم محمد علی ترمذی۔ باب الحادی والعشرون و
 ثلث مائة جلد ثالث۔ العالم عالمان محسوس وغیر محسوس
 اول عالم شہادت دوسرا عالم غیب بعض اوقات غائب بعض
 اوقات محسوس ہوتا ہے دوسرا عالم شہادت ہے پس علم غیب وہ
 ہے جو مطلقاً محسوس نہ ہو عقلاً یا اخبار معلوم ہو مگر عالم شہادت
 میں ہے یہ مخصوص بغیر اللہ ہے کیونکہ صاحب جس عالم یا محسوس
 سے پاک ہے سکرک عالم غیب کا علم ہے بالذات اہل طریقت پر

لازم ہے کہ علامہ ذی سائتہ اللہ کے رکھے۔ اسکا نام عبودیت ہے
 اور یہ لکھ لایزال ہے اور یہ عبد عالم ہر ترخ پر قائم ہوتا ہے۔
 ہر ترخ عالم موہوم ہے و علم ما بین غیب اور شہادت کے ہے
 جو چیز عالم غیب سے عالم شہادت میں آنوالی ہے یہ عبد قائم
 اس کا عالم ہے (جیسا کہ نبی کے خاص میں بیان ہوا) اور جو چیز عالم
 غیب سے عالم شہادت میں آتی ہے پھر فنا ہو جاتی ہے پھر عالم
 ہر ترخ میں جاتی ہے اسکا رجوع نہیں جسے اعراض کہتے ہیں بالامثال
 لہو و اینا جہالت سے یہ چیز آتی تھی وہ غیب اسکا تہی ظاہر ہو کر غیب
 بحالی میں داخل ہو گئی (یہ مسئلہ مشکل ہے) علامہ ظاہر و باطن
 استغنی میں کہ عالم شہادت ہر وقت فنا ہوتا ہے اور دنیا وجود اسکو
 لکھتا ہے۔ ہر وقت فنا اور ظہور سے چیز کا بقا معلوم ہوتا ہے جیسا
 بیانی روشن ہے جگر دین و ایک لکھ کا دائرہ معلوم ہے۔ درجہ اول یک
 ہے کہ ترقی جاتی ہے۔ ایسے ہی عالم شہادت بالاعراض
 عند الاعراض ظاہر و باطن ہر عند الشیخ اور کوئی نہیں جانتا کہ یہ متحد ہے یا
 باقی ہے عوام باقی جانتے ہیں۔
 جب عبد اس مقام پر قائم ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو اپنے قبضے
 میں کر لیتا ہے ما بین غیب اور شہادت کے قائم رہتا ہے۔ اور
 یہ مقام صلیبی کبر کا ہے یعنی اہل مشاہدہ کا۔ اور یہ واقف دونو
 غیب و انجمن غیب محالی و اسکا تہی پر معلوم ہوتا ہے۔ علم حضرت علیہ
 السلام علیہ وسلم کا یہ سب مخلوقات کو جب حضرت مسلم معراج
 شریف میں حضور میں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ائتدبوا یا محمد
 یحکمکم لئلا یؤخروا عنکم ای محمد کیا آپ جانتے ہو کہ فرشتے مقرب
 کس بات میں بحث کرتے ہیں۔ حضرت نے عرض کیا میں نہیں

جانتا پس اللہ تعالیٰ نے پا تعقدت کا حضرت کے دونوں شانوں میں
رکھا۔ اور اسکی سروری اور نور دل میں حضرت کے الگیا۔ زمین و آسمانوں
کی چیزیں روشن ہو گئیں پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا محمد جانتے ہو۔
فرشتے مقرر ہیں کس میں چکر ہے زمین عرض کیا کفارات و درجات و
منجیاں ہلکات میں ایک دوسرے سے بدھتے ہیں کرگناہوں کا کفر
کیا عمل ہے اور درجات ترقی کا کیا عمل ہے۔ اور بہشت کی جانب
سے کیا عمل رکھنا ہے اور دوزخ کی جانب سے کون سا عمل بچانا ہے
جواب کسی کو نہیں آتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم سب کو جواب دیو
حضرت علیہ السلام نے سب کے جواب دیئے فرشتوں نے۔
یہ کہنے لگا ہر باطن کیسا وسیع ہے۔ اس سے بھر ہر وقت ترقی علم درجہ
ہے۔ واللہ جودہ خیر اللہ من الاولیٰ یعنی جو حالت آئندہ ہے پہلے
سے تمہارے واسطے اچھی ہے شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر میں لکھتے
ہیں جتنی کہ کوئی صفت بشریت کی آپ میں نہ رہی سب صفات
باری تعالیٰ کے ہو جائینگے جب صفات باری تعالیٰ کے ساتھ موصوف
ہو سکے تو دیکھنا سننا حضرت کا بعینہ دیکھنا سننا خدائے تعالیٰ کا ہے
اور شاہ عبدالعزیز صاحب و تفسیر دیکھو ان الرسول علیکم سہیلہ
کے کہتے ہیں کہ حضرت بنور رسالت امت کے اعمال

ظاہری باطنی اور تفاوت
اعتقادات دیکھتے ہیں۔ اور حدیث قدوسیہ کے امکان آتی ہیں
عمل میں سب سے پیش کیے جاتے ہیں عمار یا سراوی سے کہ روز
مہر حضرت بنور رسالت کے اعمال آتے پیش ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک
ان کو شریعت چاہتے اور کہتے ہیں حاصل اصول اس سب سے کہانیہ
ہے کہ حضرت موصوف بہ صفات اللہ بن جبر اللہ سے کوئی

لازم ہے کہ علامہ ذوقی صاحب اللہ کے رکھے۔ اسکا نام عبودیت ہے
اور یہ ملک لا یشال ہے اور یہ عبید عالم ہر نفع پر قائم ہوتا ہے۔
ہر نفع عالم سوہوم ہے و وہم ما بین غیب اور شہادت کے ہے
جو غیر عالم غیب سے عالم شہادت میں آنوالی ہے یہ عبید قائم
اول کا عالم ہے اجساد کبریٰ کے خواص میں بیان ہوا اور جو ہر عالم
غیب سے عالم شہادت میں آتی ہے پھر فنا ہو جاتی ہے پھر عالم
ہر نفع میں جاتی ہے اور کما یزعم نہیں جسے اعراض کہ تخید بالامثال
ہو تو ایسا جہان سے یہ چیز آتی تھی وہ غیب اسکا تھی شہادت پر ہو کر غیب
محالی میں داخل ہو گئی دیر سار و اشکل ہے علماء کے ظاہر و باطن
اس پر متفق ہیں کہ عالم شہادت ہر وقت فنا ہوتا ہے اور نیا وجود اسکو
لگتا ہے۔ یہ سرعست فنا اور ظہور سے چیز کا بقا معلوم ہوتا ہے جیسا
ہی روشن کہ جبر میں تو ایک لگت کا دائرہ معلوم ہے۔ اور اصل ایک
بھی ہے کہ جبر میں جاتی ہے۔ ایسے ہی عالم شہادت بالاعراض
عند العلماء ظاہر و باطن ہر عند الشیخ اور کوئی نہیں جانتا کہ یہ متحد ہے یا
جانی ہے عوام باقی جانتے ہیں۔

جب عید اس مقام پر قائم ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو اپنے قبضہ
میں کر لیتا ہے ما بین غیب اور شہادت کے قائم رہتا ہے۔ اور
یہ مقام صحابہ کبر کا ہے یعنی اہل مشاہدہ کا۔ اور یہ واقف دونوں
قبیوں یعنی غیب محالی و اسکا تھی پر مطلع ہوتا ہے۔ علم حضرت علیہ
السلام علیہ وسلم کا محیط سب مخلوقات کو جب حضرت صلعم معراج
شریف میں حضور میں بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا انا قد رچی کا محمد و اما
یختمکم لکذوہ الا کھلا ای محمد کیا آپ جانتے ہو کہ فرشتے مقرب
کس بات میں یحشا کرتے ہیں۔ حضرت نے عرض کیا میں نہیں

جانتا میں اللہ تعالیٰ نے ہاتھ قدرت کا حضرت کے دو اوزار میں رکھا۔ اوہی سروی اور نور دل میں حضرت کے الیا۔ زمین و آسمان کی چیزیں روشن ہو گئیں ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا محمد جانتے ہو۔ فرشتے مقرر ہیں کس میں چکر لگے ہیں عرض کیا کائنات و درجات و عجیبات مہلکات میں ایک دوسرے سے پرچست ہیں کہ گناہوں کا کفار کیا عمل ہے اور درجات ترقی کا کیا عمل ہے۔ اور بہشت کی جانب سے کیا عمل روکتا ہے۔ اور دفع کی جانب سے کون سا عمل بچاتا ہے جواب کسی کو نہیں آتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم سب کو جواب دے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے جواب دیئے فرشتوں میں لئے۔ یہ کشتہ ظاہر باطن کو سا و کھچ ہے۔ اس سے پھر ہر وقت ترقی علم درجہ ہے۔ و کذا جزو کذا لکھ میں اکاؤٹ۔ یعنی جو حالت آئندہ ہے پہلے سے تھہرے واسطے اچھی ہے شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر میں لکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ کوئی صفت بشریت کی آپ میں نہ ہوگی سب صفات باری تعالیٰ کے جو جائینگے جب صفات باری تعالیٰ کے ساتھ موصوف ہوئے تو دیکھنا۔ سنا حضرت کا بعینہ دیکھنا سنا حد کے تعالیٰ کا ہے اور نیز شاہ عبدالعزیز صاحب در تفسیر دیکھو ان الوہی علیکم شیخنا کے لکھتے ہیں کہ حضرت بنور رسالت امت کے اعمال

ظاہری باطنی اور تفاوت اعتقادات دیکھتے ہیں۔ اور حدیث تعرض کذا کمال اقصیٰ یعنی امت عمل میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں عمار یا سراوی ہے کہ روز مرہ حضرت کے اعمال امت پیش ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک امت کو حضرت پرچا ہے اور دیکھتے ہیں۔ اصل اصول اس مسئلہ کا یہ ہے کہ حضرت موصوف بہ صفات اللہ ہیں جس طرح اللہ سے کوئی

پہر معنی نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہر معنی نہیں۔ و کذا کمال اقصیٰ لکھا کی تفسیر شیخ محی الدین عمری قدس سرہ لکھتے ہیں۔ یہ سات صفات باری تعالیٰ کے حضرت کو دو دفع عنایت ہوئے ایک دفع مقام قلب میں دوسری دفع مقام روح میں۔ و القوارب العظیمہ کی تفسیر فرمائی ہے کہ نور الہی مقرون جمیع اسماء و صفات ہے یہ ظہور حضرت کو دیا گیا۔ اور علامہ آدھابہ کرام غزوات شام وغیرہ میں یہ ہے۔ سنت صحابہ کی امت پر واجب العمل ہے۔ کہ سب صحابہ ہر وقت حملہ برار یا یحکمہ امیت یا مصلوہ و اتوبی اللہ تعالیٰ یعنی اسے محمد کفار کو مارو اسے حضرت منصور نصرت اُتارو۔

دیکھو اس مذاہن تین باتیں ثابت ہیں۔ حضرت کا حاضر جہاں ہے۔ وفات شریف کے نہا کا سنا اور ادا کرنی جو شخص اس بات کا منکر ہے وہ قرآن شریف کا منکر کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان صحابہ پر جوار و انصار کی تشریف فرمائی۔ کذا جزو کذا لکھتے ہیں تم سب مخلوقات سے اچھے ہو نیکی کا امر کرتے ہو بدی سے ہٹاتے ہو خدا است راضی وہ خدا سے راضی ہو جماعت صحابہ کا منکر ہو اور انکے فعل کو ناجائز سمجھو وہ کافر مخلوق ہے۔

اہل اسلام پر اتباع صحابہ کرام کا فرض العین اعتقادی و ایمانی ہے۔ جس کا اعتقاد مطابق اعتقاد صحابہ کے نہیں وہ شقی ناری ہے۔ اور معانات اطلع دیکھتے حضرت کی صحابہ کرام کو در معاملہ مار یہ نصرت صاحب قلعہ دار الدین کہ جسکے ساتھ اسکا نقل ہو اٹھا وہ اسکا بیٹا تھا شعی عمود جب امیر عیاض ابن خاتم کے پاس آئی اور ظاہر کیا کہ میں مسلمان ہوتی ہوں۔ اس کا منشا تھا کہ اس فریب سے ایک سو اصحاب کیا قلعہ میں لے جاؤں اور وہاں انکو محبوس کر کے پھر مطالبہ کروں کہ عمود محبوس عنہ اللہ بہ ان صحابہ محبوبین کے

عوض دیدو۔ تب چوڑوں کی۔ امیر عیاض ابن غانم کے جواب
 دیا کہ یہ تیرا فریب ہے۔ تیرا عشاء دلی یہ ہے جو مذکور ہوا۔ اور
 دراصل عمو دیرا عشاء ہے۔ فلا نے پوری کا نطفہ ہے جب متوا
 ہوا تو تھے جنگل میں کپڑوں میں لپیٹ کر کچھ اجڑا ہوا اس کے پاس
 رکھ کر پتھر کے ستون پر رکھ دیا۔ وزیر بادشاہ شہر پار کا ترے
 باپ کے پاس جاتا تھا۔ لڑکے کی آواز سکر سوا اچھا دیکھ کر کیا
 سوار سے کہا آدمی کا زہید ایچہ ایک چھوٹے میں پڑا ہے وزیر سے
 اٹھو اگر بحفاظت تمام شہر لائے پاس بھیجا۔ بادشاہ لاوا لہا۔
 اوس نے بیٹا بنایا۔ حبیب جوان ہوا۔ تو امرا سے یہ تجویز کی کہ بار
 کے ساتھ اسکا نکل ہو۔ ماریہ کسی زوج کو پسند نہیں کرتی تھی
 اور اس لڑکے کا نام عمو رکھا تھا۔ کہ پتھر کے عمو سے اٹھایا گیا
 غیر حبیب ماریہ کو عمو کی حسن جوانی اور لیاقت کی خبر ہوئی تو نکل
 ہوا تھی ہوئی۔ نکل میں مہر پہنکر آئے لڑکے شرفی اور میں صاحب
 کرام قربان کا عین فتح کرے عمو صحابہ کے گرفتار کیا واسطے تھا
 ہزار لشکر لیکر مسلمانوں کی فتح کی طرف چلا۔ مہاسو سوان۔ شہ امیر
 عیاض کو خبر دی۔ کہ عمو اس ارادے پر فوج لایا اور اس جگہ اتر ہے
 امیر عیاض نے امیر خالد بن ولید کو وزیر سوار دیکر بھیجا۔ امیر خالد بن
 ولید نے وزیر فوج سے چار گھڑے کئے پانچ سو سپاہی کی طرف اور پانچ سو
 یسار کی طرف اور پانچ سو چیلے آپ پانچ سو سوار لیکر دشمن کی فوج کے
 پاس گئے اور گھوڑے دوڑائے۔ دشمن کی فوج بیدار ہو کر لپس ہو گئی
 امیر خالد نے ایک جرنیل کا فرکو قتل کیا اور عمو کو گرفتار کر لیا۔ باقی
 فوج ہٹا گئی۔ یقیناً سکھ رہے تھے اس نے عمو ہر سکھ چوڑوں نے
 کھانے دیا۔ بنا امیر عیاض کے پاس چاکر اسلام لاؤں اور

کہوں کہ سو سوار وقت بعد میں لیجا کر آپ کے لشکر کو فتح کرادوں۔ امیر
 عیاض نے جواب دیا کہ تیرے دل میں فریب ہے تو سوچی ہے کہ اس
 فریب سے اپنے شوہر کو چوڑاؤں واصل وہ تیرا بیٹا ہے۔ اس نے
 کہا کہ کیا وہ دیکھ لیا تو جو نشان لکے ہر دیکھ تھے بعینہ پاسے۔ ایک گان
 آباد سران نشان شمال سیاح و دیگر گان بیٹا لکھ لکھ روئے اور مسلمان
 ہو گئے ماریہ نے امیر عیاض سے پوچھا یہ خبر تم کو کس نے دی ہے کہ میرا بیٹا
 ہے۔ کسی فردیشر کو اس کی خبر دی تھی۔ امیر عیاض نے فرمایا کہ حضرت
 علیہ السلام علیہ وسلم یہ سب قصہ چھوڑ کر سے آئے تھے پہلے فرمایا کہ میں
 کہ یہ عمو فلا نے پوری کا نطفہ ہے۔ ماریہ نے اوس سے حرام کا
 نطفہ لیا اور اس ارادہ پر آئی ہے۔ کہ چلے سے صحابہ کو باپ کے قلعہ
 میں لیجائے۔ اور قلعہ کے بعد وادہ عمو چھوڑے یا چھوڑے مگر
 عمو کو قید سے چوڑا لے یہ بات سنکر راریہ اور عمو مسلمان ہو گئے
 پس یہ اندرونی خبر دینی حضرت کی عالم شہادت سے مخفی ہے جسکو
 غیب کہتے ہیں۔ ایسا ہی انطاکیہ کے حصار میں جب صحابہ کرام گئے
 تو فلیطانوس شاہ رومیہ انکرامی مسلمان ہوئے کو صحابہ کرام کی فوج
 میں شام کی وقت آتا تھا حضرت یوقنا نے باہم باتیں کرتے تھے۔
 یوقنا نے کہا تم کہاں جاتے ہو یہ سے کہ حفاظت کیوں لے گشت کرتا
 ہوں۔ یوقنا کو اس نے کہا سب سے کہ تم مسلمان ہو گئے تھے پھر بادشاہ
 روم کے پاس کیسے آئے۔ یوقنا نے بے بان اسلام لایا تھا۔ مگر اخلاق
 مسلمانوں کے پسند نہ آئے۔ اس لیے لے بادشاہ روم کے پاس آیا
 ہوں اور دراصل یوقنا فریب کر کے کو آئے تھے۔ ولی بن مسلمان
 تھے۔ فلیطانوس نے کہا مسلمان آجے ہیں اسلام اچھا ہے سب
 دینوں سے دین اچھا ہے سب بادشاہوں سے مسلمان اچھا ہیں

یہ قتلہ کیا تھا یہی کلام سے ایمان معلوم ہوتا ہے فلیطائوس نے کہا
 ہاں میں اب سلاون کی فرج میں جانا ہوں ان کے امیر کے پاس اسلام
 ظاہر کروں۔ ابی یہ دونوں آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ حضرت
 ابو عبیدہ جراح امیر لشکر کا سوار آیا کہ امیر کا حکم ہے کہ فلیطائوس اس وقت
 نہ آوے۔ کل عین جنگ میں کفار کو پیچھے سے مارتا ہوا یہ قتلہ کے ساتھ
 فتح کر کے آوے۔ اس وقت حضرت علیہ السلام نے اسکے ایمان
 کی اور آنے کی اور باہم اوسکے اور یہ قتلہ کے کلام کو نیکی موقع خاص
 کی خبر دی۔ یہ عالم شہادت ہے اس شہادت کو تاریکی شب کی
 نہیں روکتی حضرت اور حضرت کے خواص اس وقت کا خاص ہے کہ
 رات دن برابر تھے اور نزدیک دور برابر تھے۔ زمین کے نیچے تخت
 الشرائع سے قاب قوسین تک برابر مشاہدہ فرماتے تھے۔ جیسا
 خواجہ خواجگان خواجہ حسین امیر جمہوری قدس سرہ جب خواجہ
 عثمان ہرونی کی خدمت میں ہیضہ کی۔ تو کہتے فرمایا میں روزی رکھ
 اور ہزار دفع سورہ اخلاص پڑھو اور سورہ بقرہ پڑھو جب پڑھ چکے فرمایا
 میری دو انگشتوں کے درمیان دیکھ آسان کی طرف انگشتان بالا
 کے فرمایا اوپر دیکھ۔ دیکھا تو قاب قوسین تک نگاہ گئی۔ دونوں
 انگشت نیچے کر کے فرمایا۔ اب دیکھ۔ دیکھا تو تخت الشرائع تک نظر
 گئی پوچھا۔ کہاں تک دیکھا عرض کیا۔ کہ تخت الشرائع سے قاب
 قوسین تک فرمایا۔ اب کام تمہارا شروع ہو گیا۔ بعد ۲۰ سال بعد
 میں خواجہ کے ساتھ رہے تکمیل ہوئی ولایت کبریٰ ملی پس جو کچھ
 دل میں آتا ظہور پاتا۔ ایک دن خواجہ امیر جمہوری نے حضرت حمید الدین
 ناگوری کو فرمایا میرا بیٹا بچہ بنا اور وہ بودیم۔ پھر جو چاہتے
 می شادی۔ چون بچہ باہر آوے ہم حاجت کفن باشد۔ خواجہ حمید الدین

فرغ کیا کہ سریم علیہ السلام پیش از ولادت علیہ السلام مجاہد
 سب مہوہ جات بلا طلب حاضر پاتین جب ولادت علیہ السلام
 کی ہوئی تو کچھ رشک کو ہاتھ سے ہلانکی حاجت پڑی کہ بلا وسے تو
 کچھ زمین گریں سلسلہ استیاب اور شجر دین انسا فرق ہے۔ شجر دین
 خیال کافی ہے سلسلہ اسباب میں ترتیب اسباب کی حاجت ہے
 خواجہ صاحب نے فرمایا۔ خوب گفتنی شیخ ابن عربی فرماتے ہیں کہ
 حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ظہور کسی کا ہر وقت میں ہونا سب سے پہلے
 چمک بھی رات لظہور میں آئی۔ روز و شب روشن ہے۔ اور حضرت
 عیسیٰ پاک کا کہنا کہ جو قدم ولایت کا حضرت نے اٹھایا وہاں بیٹے
 اپنا قدم رکھا۔ مگر قدم نبوت مستثنیٰ ہے حضرت کے مشاہدات
 عیسیٰ پاک کے مشاہدات میں دراثہ عیسیٰ پاک نے فرمایا یا معشر
 الانبیاء اوتیکم اللہ و اوتیکم اللہ و اوتیکم اللہ یعنی اسے جماعت
 انبیاء کی تمکو لقب دیا گیا ہے کہ وہ خیر دی گئی ہے کہ تمکو نہیں دیکھی
 میں علوم ظاہر و باطنی کے جو حضرت علیہ السلام پر وارد ہوئے
 انکے ہم وارث ہیں جیسا خادم وزیر کا پاس وزیر کے حاضر ہے اور
 وزیر بادشاہ سے ہم کلام ہوتا ہے تو یہ سب سرار و زیر اور بادشاہ
 کے سننا ہے دوسرے نواب و امرا اپنے اپنے مناسب پر کھڑے
 ہیں وہ کچھ نہیں سنتے انکے پاس حکم تحریری جاتا ہے اس حکم کو اپنی اپنی
 ولایت میں جاری کرتے ہیں نام انکا نائب السلطنت ہے اس خادم
 کا نام کوئی نہیں مگر جو اسرار و مولد و شاہ اور ولایت میں وہ اس کے
 دل میں ہیں انکا حال ہے اسکا نام دل میں ہے اور ان تحریری فرماؤ
 کا نام نبوت اور رسالت ہے انکا جاری کرنے کا حکم ہے اور خادم کو پڑھ
 رکھنے کا حکم ہے اس واسطے ہی اور رسول پر الظہار و الحجرا واجب ہے

اور وہی ہے اختیار کرنا ہے جو ولی کرنا ہے کو ظاہر کرنا ہے وہ
 باذن اللہ کرنا ہے نبی اور رسول کو اذن ہو چکا اس واسطے حکم ہے کہ نہ ہو سکے
 کی بلانے سے کوئی نہیں کر سکتا اور حضرت کو یہ چکا اقبہ بنیامین اذہم برنہ
 میں شہادت کر رہے ہیں جس کا نام اس وقت ہے اللہ نے فرمایا یا ادریس علیہ السلام
 است کیو اسلئے پردہ پوشی کی وجہ بناو جو امر الہی ہوا اسکا بجالا فرما ہے
 جو فرماں دیا گیا جاوے اسکی قبولیت میں شک نہ کرنا کہ فرما ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ
 نے اول مظلوم کو کیا تب حکم چلاؤں گا فرمایا جو شخص حکام الہی پر ہے وہ
 تو انکی مظلوموں میں شک نہ کرے اس واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا ادریس علیہ السلام
 لکھ تم کو یہ مکتوب ہے اور عبادت کرو میں قبول کروں گا جس کو کہتا ہے اولیا
 سے تین سب عبادت اور عبادت چھوڑ دینا اس پر کہ کوئی نہ کرنا چاہی کہ سو گناہ
 یا ہر کسی کو جلال و شان و تہ سب کام اللہ تعالیٰ کے ہیں ولی کی عبادت ہی دعا ہے
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا حکایت الزبیر اس میں علیہ السلام و اللہ تعالیٰ و اللہ تعالیٰ و اللہ تعالیٰ
 تعالیٰ یعنی اللہ نے لکھ دیا اور عبادت کرو میں قبول کروں گا جس کو کہتا ہے اولیا
 بندہ کا فعل کام خدا کا اور حضرت غوث اعظم نے دعا کی اللہ تعالیٰ نے کشتی
 غرق شدہ کو اٹھ کشتی زندہ دیا ہے کمال ولی اسمین اعراض شرعی نہیں
 کیونکہ دعا کام بندہ کا ہے قبول کرنا کام خدا تعالیٰ کا ہے اسمین انکار کرنا
 موجب انکار قدرت الہی کا ہے۔ اسمی دور سے دیکھنا اور سنانا دعا
 کا ساتھ ایجاد اللہ کے ہے آدمی کوئی کام خود نہیں پیدا کرتا خالق الافعال
 اللہ تعالیٰ ہے فقط بندہ سے کی کرنا ہے اتنی ہے جو اراہہ کہہ دے اس کو
 مطابق اللہ تعالیٰ وہ چیز پیدا کر دیتا ہے سکروں کا انکار انہا دے وہ لوگ مرتد
 ہیں کہ خدا تعالیٰ کے خالق الافعال نہیں جانتے ولی اور نبی کو خالق الافعال
 سمجھ کر کہتا ہے میں حضرت علیہ السلام کو جب قرآن شریف صحابہ
 صحابہ انوسب علیہ السلام کو کہتے کہ بندہ کا سبب فیض ہے اور خدا تعالیٰ خالق ۲

جو مسلمان ہے جبہ الہی میں تمام ہوئی۔

عرض کیا کہ میری علیہ السلام پیش از ولادت عیسیٰ علیہ السلام مجاہد
 سب میوہ جات با طلب حاضر بائین جیب ولادت عیسیٰ علیہ السلام
 کی ہوئی تو کچھ رشک کو ہاتھ سے بلانے کی حاجت پڑی کہ ہلاوے تو
 کچھ دین گریں سلسلہ اسباب اور شجر دین انما فرق ہے شجر دین
 خیال کافی ہے سلسلہ اسباب میں ترتیب سبب کی حاجت ہے
 خواجہ صاحب نے فرمایا خوب گفتنی شیخ ابن عربی فرماتے ہیں کہ
 حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ظہور کسی کا ہر وقت میں ہوتا ہے یہ کہ
 چمکوتی رات لفظ نہیں آتی۔ روز و شب روشن ہے۔ اور حضرت
 غوث پاک کا کہنا کہ جو قدم ولایت کا حضرت نے اٹھایا وہاں چلے
 اپنا قدم رکھا۔ لہذا قدم نبوت سے تین سبب ہے حضرت کے مشاہدات
 غوث پاک کے مشاہدات میں دراصل غوث پاک نے فرمایا یا ادریس علیہ السلام
 الذیناء اولیئکم القلوب و اولیئکم الحاکم و اولیئکم یعنی اسے جماعت
 انبیاء کی تمکو لقب ویا گیا ہے ہمارے جو دوسری گئی ہے کہ تمکو ان میں
 میں عالم ظاہر و باطنی کے جو حضرت علیہ السلام پر وارد ہوئے
 انکے ہم وار مشہد ہیں ہمیں اس کا نام وزیر کا پاس وزیر کے حاضر ہے اور
 وزیر بادشاہ سے ہم کلام ہوتا ہے تو یہ سب سرار وزیر اور بادشاہ
 کے سنتا ہے دوسرے نواب و امرا اپنے اپنے مناسب پر کھرتے
 ہیں وہ کچھ نہیں سنتے انکے پاس حکم تحریری جاتا ہے اس حکم کو اپنی اپنی
 ولایت میں جاری کرتے ہیں نام انکا نائب السلطنت ہے اس کا نام
 کا نام کوئی نہیں مگر جو سرار و رموز بادشاہ اور وزیر کے ہیں وہ اس کے
 دل میں ہیں انکا حال ہے اسکا نام ولیا ہے اور ان تحریری فرماؤ
 کا نام نبوت اور رسالت ہے انکے جاری کرنے کا حکم ہے اور خود کو پوشہ
 رکھنے کا حکم ہے اس واسطے نبی اور رسول پر اظہار کچھ واجب ہے

اور وہ دنیا پر اختیار کر امت فرما ہے جو وہی کرامت کو ظاہر کر سکے وہ
 باطنی امت کرنا ہے نبی اور رسول کو اذن ہو چکا اس واسطے حکم ہے کہ خدا اس کے
 نبی بالذات رہے گوئی نبی کریم کر سکتا اور حضرت شاہ کو ہونچکا اس کے نبی اور عالم برحق
 میں شفاعت کر رہے ہیں جبکہ نام اسے تقار ہے اللہ نے فرمایا اے محمد کہ اللہ تعالیٰ
 است کی واسطے پر دعوت کی کی دعا مانگو جو امر الہی ہو اس کا بجا لاؤ فرما ہے
 جو فرما کر لیا گیا جاوے اس کی قبولیت میں شک نہ کرنا کہ فرما ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ
 نے اول نظر کر لیا تھا تب حکم تھا اور ہی کا فرمایا جو شخص حکم الہی پورے کرے
 تو میں اس کی شفاعت کروں گا اس واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد کہ
 اللہ تعالیٰ تم کو یہ دعا دے گا اور دعا دے کر دینا قبول کرے گا کہ اس دعا سے اولیاء
 کے ہیں سب دعا دے گا اور دعا دے گا کہ اللہ تعالیٰ اس دعا سے قبول کرے گا کہ اس دعا سے
 یا نبی کو بطور شہادت نامہ سب کام اللہ تعالیٰ نے دینے والی کی دعا ہے دعا ہے
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا حکایت از امیر مسلم بن الحجاج علیہ السلام و اللہ تعالیٰ دعا
 قبول فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کہ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کو پیر کیا نیست اور اللہ
 بندہ کا فعل کام خدا کا اور حضرت غوث اعظم نے دعا کی اللہ تعالیٰ نے
 عرق شدہ کو اس اہل کشتی زندہ دعا سے نکال دی اس میں اعتراض شرعی نہیں
 کیونکہ دعا کام بندہ کا ہے قبول کرنا کام خدا تعالیٰ کا ہے اس میں انکار کرنا
 سو جیسے انکار قدرت الہی کا ہے ایسا ہی دوسرے دیکھنا اور سننا دعا
 کا ساتھ ایجاد اللہ تعالیٰ ہے آدمی کوئی کام خود نہیں پیدا کرتا خالق الافعال
 اللہ تعالیٰ ہے فقط بندے کی کرامت اتنی ہے جو ارادہ کرے اس کو
 مطابق اللہ تعالیٰ وہ چیز پیدا کر دیتا ہے مگر وہی کا انکار کرنا دعا ہے کہ اگر اللہ
 میں کہ خدا تعالیٰ کو خالق الافعال نہیں جانتے وہی اور ہی کو خالق الافعال
 سمجھ کر شرک کرتے ہیں حضرت علیہ السلام جب قرآن شریف صبح پڑھا
 پہا پڑھا تو سب اللہ تعالیٰ کے بندہ کا سبب فعال ہے اور خدا تعالیٰ خالق ۴